صلاۃ العید کی جماعت کی اقل عدد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ حضرات کی ہدایات میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ صلاۃ العید میں صلاۃ الجمعہ کی طرح امام کے علاوہ تین بالغ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے، اور یہی مشہور ہے، لیکن بعض اہل علم حضرات کی رائے موصول ہوئی ہے کہ صلاۃ العید میں اقل عدد دیگر صلوات کی طرح دو ہے، اور یہ بات رد المحتار میں مذکور ہے، اس سلسلہ میں قول راجح کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب حامدا ومصليا ومسلما

صلاۃ العید کیلئے وہی شرائط ہیں جو صلاۃ الجمعہ کیلئے ہیں، صرف خطبہ مستثنی ہے (یعنی خطبہ فرض نہیں، مسنون ہے، اسکے بغیر وجوب ادا ہو جائیگا لیکن اسکا ترک سنت نبویہ اور تعامل امت کی وجہ سے مکروہ ہے)، لہذا حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی بہ قول کے مطابق امام کے علاوہ تین بالغ مرد کا ہونا ضروری ہے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: والحاصل أنه يشترط لصلاة العيد ما يشترط لصلاة الجمعة إلا الخطبة فإنها من شرائط الجمعة، وليست من شرائط العيد، ولهذا كانت الخطبة في الجمعة قبل الصلاة، وفي العيد بعدها لأنها خطبة تذكير وتعليم لما يحتاج إليه في الوقت، فلم تكن من شرائط الصلاة، كالخطبة بعرفات، (المبسوط ٢/٣٧).

اسی اصل پر علامہ سرخسی ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ثم المصر كما يشترط لإقامة الجمعة يشترط لإقامة صلاة العيد (المبسوط ٢/١٢١).

اسی طرح علامہ علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: أما بيان شرائط وجوبها فكل ما هو شرط وجوب الجمعة فهو شرط وجوب صلاة العيدين من الإمام والمصر والجماعة، إلا الخطبة فإنها سنة بعد الصلاة بإجماع الصحابة، وشرط الشيء يكون سابقا عليه أو مقارنا له (تحفة الفقهاء ١/١٦٦، وراجع البدائع ١/٢٧٥).

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: وفي المجتبى: الأصح أنها سنة مؤكدة، وأفاد أن جميع شرائط الجمعة وجوبا وصحة شرائط للعيد، إلا الخطبة فإنها ليست بشرط (البحر الرائق ٢/١٧٠).

اسی طرح علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) وقد علمتها، فلا بد من شرائط الوجوب جميعها وشرائط الصحة، (سوى الخطبة) (مراقي الفلاح ص ٢٠٠).

اسکے علاوہ دیگر کتب فقہ میں یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے باب الامامۃ میں تصریح کی ہے کہ صلاۃ الجمعہ کی طرح صلاۃ العید کیلئے بھی بجزء امام کے تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

قوله (وأقلها اثنان) لحديث: اثنان فما فوقهما جماعة، أخرجه السيوطي في الجامع الصغير، ورمز لضعفه. قال في البحر: لأنها مأخوذة من الاجتماع، وهما أقل ما تتحقق به، وهذا في غير جمعة، اهـ، أي فإن أقلها فيها ثلاثة صالحون للإمامة سوى الإمام، مثلها العيد، لقولهم: يشترط لها ما يشترط للجمعة صحة وأداء سوى الخطبة، فافهم (رد المحتار ١/٥٥٣).

اسی طرح ان سے قبل علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح اشباہ میں اس کی تصریح کی ہے، انکا کلام ملاحظہ ہو:

قوله (واشتراط الجماعة لها) أي لصلاة الجمعة، وفيه أن الجماعة كما هي شرط لها شرط لصلاة العيدين. قوله (وكونها) بالجر عطف على الجماعة، أي: واشتراط كون الجماعة ثلاثة سوى الإمام، وفيه أن كونها ثلاثة سوى الإمام ليس شرطا خاصا بالجمعة، بل كذلك صلاة العيدين (غمز عيون البصائر ٤/٦٦، وجزى الله تعالى صديقي الشيخ هداية الله ابن المفتي عناية الله الذي أرسل هذه العبارة).

یہاں یہ واضح رہے کہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے صلاۃ العید اور صلاۃ الجمعہ کے درمیان جو فرق بیان کئے ہیں ان میں جماعت کی عدد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، انکا کلام ملاحظہ ہو:

ما افترق فيه الجمعة والعيد: الجمعة فرض والعيد واجب، وقتها وقت الظهر. ووقته بعد طلوع الشمس إلى زوالها. وشرطها الخطبة وكونها قبلها بخلافه فيهما. وأن لا تتعدد في مصر على قول مرجوح بخلافه، ويستحب في عيد الفطر أن يطعم قبل خروجه إلى المصلى بخلافها (الأشباه والنظائر ص ٣٢٣).

البتہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الدر المختار کے حاشیہ میں صاحب النہر کے حوالہ سے اس بات کی طرف اشارہ کیاہے کہ دیگر نمازوں کی طرح صلاۃ العید کی جماعت میں دو آدمی کافی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

قوله (بشرائطها) ... حتى الإذن العام كما في النهر، وفيه أن من شرائطها الجماعة التي هي جمع، والواحد هنا مع الإمام جماعة، فكيف يصح أن يقال: بشرائطها (حاشية الطحطاوي على الدر ١/٣٥١).

اسی کو علامہ ابن عابدین نے نقل کیاہے: اعترض ط ما ذكره المصنف بأن الجمعة من شرائطها الجماعة التي هي جمع والواحد هنا مع الإمام، كما في النهر (رد المحتار ٢/١٦٦).

علامہ ابن عابدین نے یہاں باب العیدین میں اسکو نقل کرنے بعد سکوت اختیار کیاہے، نہ تو اس پر کچھ کلام کیااور نہ ہی اس قول کی صراحۃ تایید کی، بظاہر آپکا سکوت تایید کیلئے قرینہ ہے، لیکن باب الامامۃ کی ذکر کردہ تصریح کے بعد کوئی حتمی فیصلہ لگانا مشکل ہے، بلکہ ذکر کردہ تصریح ہی کی طرف آپ کا میلان معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم۔ بہر کیف، یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ النہر الفائق کے مطبوعہ نسخہ میں اِس مسئلہ کے ضمن میں دو کی عدد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے جسکی طرف علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیاہے، چنانچہ صاحب النہر علامہ عمر بن نجیم تحریر فرماتے ہیں:

(على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) المتقدمة حتى الإذن العام (سوى الخطبة) فإنها سنة وليست بشرط (النهر الفائق ١/٣٦٦).

اس عبارت میں اور اسی طرح اسکے بعد خطبہ کے کچھ مسائل کے ضمن میں اِس مسئلہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ باب صلاۃ العیدین ہی میں آگے تکبیر تشریق کے مسائل کے ضمن میں اسکا تذکرہ ہے لیکن تکبیر تشریق کا اِس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، صاحب کنز علامہ نسفی اور علامہ عمر بن نجیم کی پوری عبارت ملاحظہ ہو:

(وسن بعد فجر عرفة إلى ثمان مرة الله أكبر الخ، بشرط إقامة، ومصر، ومكتوبة وجماعة مستحبة): قوله (وجماعة) فلا يكبر المنفرد (مستحبة)، فلا يكبر النسوة ولو صلين جماعة في المصر، فلو كبرن كان بدعة، كذا في غاية البيان. وفي جامع قاضي خان: وإذا ثبت اختصاص التكبير بالمصر علم أنه من الشعائر بمنزلة الخطبة، فيشترط له ما يشترط للجمعة، إلا ما سقط اعتباره من السلطان والحرية في الأصح والخطبة، كذا في المعراج، وعليه جرى الشارح، قال في البحر: وليس بصحيح إذ ليس الوقت والإذن العام من شروطه. وأقول: بل هو الصحيح، إذ من شرائطه الوقت أعني أيام التشريق، حتى لو فاتته الصلاة في أيامه فقضاها في غير أيامه أو في أيامه من القابل لا يكبر، بخلاف ما إذا قضاها في أيامه من تلك السنة حيث يكبر، لأنه لم يفت عن وقته من كل وجه. وإذا لم يشترط السلطان أو نائبه فلا معنى لاشتراط الإذن العام، وكأنهم استغنوا بذكر السلطان عنه، على أنا قدمنا أن الإذن العام لم يذكر في الظاهر. نعم بقي أن يقال: من شرائطها الجماعة التي هي جمع، والواحد هنا مع الإمام جماعة، فكيف يصح أن يقال: إن شروطه الجمعة. وهذا كله قول الإمام، وقالا: هو على كل من يصلي المكتوبة، لأنه تبع لها، والفتوى على قولهما في هذا أيضا كما في السراج (النهر الفائق ١/٣٧٣).

بندہ نے النہر الفائق کے ایک مخطوطہ کو بھی دیکھا، اس میں بھی دونوں جگہ عبارت اسی طرح ہے جیسے اوپر نقل کی گئی۔ علامہ طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ) سے قبل فقہاء کرام کے کلام میں ہمیں کہیں یہ تصریح نہیں ملی کہ صلاۃ العید کیلئے دو آدمی کی جماعت کافی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب النہر کی طرف نسبت کرنے میں سہو یا غلط فہمی واقع ہوئی ہے، چنانچہ علامہ محمد ابو السعود المصری کے کلام سے سبب اشتباہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے، نیز دونوں مسئلوں کا الگ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے، علامہ ابو السعود فرماتے ہیں:

بشرائطها: أي الجمعة سوى الخطبة، وهي المصر والسلطان والجمع والإذن العام، حموي، وفيه مخالفة لما سيأتي آخر هذا الباب من عدم اشتراط الإذن العام، وكذا السلطان أو نائبه ليس بشرط أيضا كما سيأتي، ثم ظهر أن ما سيأتي بالنسبة لتكبير التشريق، وما هنا بالنسبة لصلاة العيد، فلا إشكال (فتح الله المعين على شرح الكنز لملا مسكين، ١/٣٢٤).

پھر آگے تکبیر تشریق کے مسئلہ میں علامہ ابو السعود نے صاحب النہر کی مذکورہ عبارت کا حوالہ دیکر اسکو نقل کیا ہے۔

الحاصل، صواب یہی ہے کہ صلاۃ الجمعہ کی طرح صلاۃ العید میں بھی امام کے علاوہ تین بالغ مرد کا ہونا ضروری ہے، ورنہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دیگر نمازوں کی طرح دو آدمی کافی ہے، تو پھر ایک مزید سوال قائم ہوگا کہ کیا ایک مرد اور ایک عورت، یا ایک مرد اور ایک باشعور نابالغ صلاۃ العید کیلئے کافی ہونگے؟ واللہ سبحانہ اعلم۔

***نوٹ:** صلاۃ الجمعہ میں امام کے علاوہ تین آدمیوں کا ہونا مفتی بہ قول کے مطابق ضروری ہے۔* جاء في الأصل (١/٣١١): قلت: أرأيت إماما خطب الناس يوم الجمعة ففزع الناس، فذهبوا كلهم إلا رجلا واحدا بقي معه، كم يصلي الإمام؟ قال: يصلي أربع ركعات، إلا أن يبقى معه ثلاثة رجال سواه فيصلي بهم الجمعة، وذلك أدنى ما يكون، انتهى. وصرح بنحوه في الجامع الصغير (ص ١١٢). وقال ابن قطلوبغا في التصحيح (ص ١٨٤) وأقره ابن عابدين (١٥١/٢): رُجح في الشروح دليله، واختاره المحبوبي والنسفي، انتهى.

حرره يوسف شبير أحمد البريطاني عفا الله عنه في ليلة ١٨ رمضان المبارك ١٤٤١- ١٠ مايو ٢٠٢٠م

وصوَّبه المفتي أحمد الخانفوري، والمفتي شبير أحمد البريطاني، والمفتي محمد طاهر الوادي، والمفتي يوسف ساچا، حفظهم الله تعالى